۱۰۱ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ○

وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کے لیے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا ۔ اگر خدا چاہے تو عیسٰی ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کر دے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اس نے کیا۔ (دافع البلاء و معیار اھل الاصطفاء صفحہ ۲)

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔ خدا تعالیٰ ان عیبوں سے پاک و برتر ہے جو وہ لوگ اس کی ذات پر لگاتے ہیں۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۹ حاشیہ در حاشیہ ۳)

اور مُشرک لوگ ایسے نادان ہیں کہ جنّات کو خدا کا شریک ٹھہرا رکھا ہے اور اُس کے لیے بغیر کسی علم اور اطلاع حقیقتِ حال کے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۳۷-۴۳۸ حاشیہ در حاشیہ ۳)

۱۰۲ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ○

لفظ کُل کے ساتھ جو احاطہ تامّہ کے لیے آتا ہے ۔ ہر ایک چیز کو جو اس کے سوا ہے مخلوق میں داخل کر دیا۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۱۵۷)

۱۰۴ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ○

آنکھیں اس کی کنہ دریافت کرنے سے عاجز ہیں اور اسکو آنکھوں کی کنہ معلوم ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۳۵ حاشیہ در حاشیہ ۳)

بصارتیں اور بصیرتیں اُس کی کُنہ کو نہیں پہنچ سکتیں اور اُس کو ہر یک نظر اور فکر کی حدود معلوم ہیں۔ (شحنہ حق صفحہ ۵۴)

یعنی خدا کو آنکھیں نہیں پا سکتیں اور وہ آنکھوں کو پا سکتا ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی کنہ کوئی عقل دریافت نہیں کر سکتی۔ (ست بچن صفحہ ۸۸)

خدا تعالیٰ کی ذات تو مخفی در مخفی اور غیب در غیب اور وراء الوراء ہے اور کوئی عقل اُس کو دریافت نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ[1] یعنی بصارتیں اور بصیرتیں اُس کو پا نہیں سکتیں اور وہ اُن کے انتہا کو جانتا ہے اور اُن پر غالب ہے۔ پس اُس کی توحید محض عقل کے ذریعہ سے غیر ممکن ہے کیونکہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ انسان آفاقی باطل معبودوں سے کنارہ کرتا ہے یعنی بُتوں یا انسانوں یا سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے دستکش ہوتا ہے ایسا ہی انفسی باطل معبودوں سے پرہیز کرے یعنی اپنی رُوحانی جسمانی طاقتوں پر بھروسہ کرنے سے اور ان کے ذریعہ سے عُجب کی بلا میں گرفتار ہونے سے اپنے تئیں بچاوے پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ بجز ترک خودی اور رسول کا دامن پکڑنے کے توحید کامل حاصل نہیں ہو سکتی اور جو شخص اپنی کسی قوت کو شریک باری ٹھہراتا ہے وہ کیونکر موحّد کہلا سکتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۳۔۱۴۴)

آنکھیں اس کے انتہا کو نہیں پا سکتیں اور وہ آنکھوں کے انتہا تک پہنچتا ہے (چشمہ معرفت صفحہ ۸۹)

عقلیں اس کی حقیقت تک پہنچ نہیں سکتیں اور وہ تمام عقلوں پر محیط ہے (چشمہ معرفت خلاصہ مضمون صفحہ ۹۳)

آنکھیں تو اُس کو دیکھ نہیں سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے۔ جب وجودی ہو گیا تو پھر باقی کیا رہ گیا۔
(الحکم جلد ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۸)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ اس جگہ بظاہر انکارِ دیدار ہے اور اس کے مخالف یہ آیت ہے اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ[1] اس سے دیدار ثابت ہوتا ہے۔ سو مسیح اور یحییٰ کے کلمات میں اسی قسم کا تناقض ہے جو دراصل تناقض نہیں ایک نے مجاز کو ذہن میں رکھا اور دوسرے نے حقیقت کو اس لیے کچھ تناقض نہ ہوا۔ (ضمیمہ تریاق القلوب حاشیہ صفحہ ۱۴۸)

خدا کے کلام میں دقیق نظر کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ وہ ازلی اور ابدی ہے اور مخلوقات کی ترتیب اس کے ازلی ہونے کی مخالف نہیں ہے اور استعارات کو ظاہر پر حمل کر کے مشہودات پر لانا بھی ایک ناوانی ہے اس کی صفت ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ۔

(البدر جلد ۲ نمبر ۵ صفحہ ۳۸ ۲۰ فروری ۱۹۰۳ء)

---

[1] القیامۃ آیت ۲۴

خدا کی کنہ میں ہم دخل نہیں دے سکتے۔ اسلم طریق یہی ہے کہ انسان لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ پر ایمان رکھے کہ میرا منصب نہیں کہ خدا کی کل صفات کو میں دیکھ لوں اور ان کی تحقیقات کروں۔ طبیب بیان کرتے ہیں کہ پانی سرد اور آگ گرم ہے مگر یہ نہیں بتلا سکتے کہ پانی سرد کیوں ہے اور آگ گرم کیوں ہے۔ فلاسفر بھی یہاں کنہ اشیا میں آکر عاجز رہ گئے ہیں یہاں اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَی اللّٰہِ پہ چلے کہ ہم خدا پر چھوڑ دیں۔ (الحکم جلد ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۹)

حقیقت میں محبت کے ثمرات میں سے نفی وجود ضروری ہے۔ اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا بلکہ قرآن شریف سے یہ صحیح معلوم ہوتا ہے یہی وہ مقام ہے جو فنا فی اللہ کہلاتا ہے لیکن وجودیوں کا یہ حال نہیں ان کا تو یہ حال ہے کہ گویا انہوں نے ڈاکٹروں کی طرح تشریح کر کے خدا تعالیٰ کو دیکھ لیا ہے۔ تب ہی تو یہ خود بھی خدا بنتے ہیں حالانکہ یہ صریح غلط اور بے ہودہ امر ہے۔ اللہ تعالیٰ تو صاف فرماتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ۔

(الحکم جلد ۹ نمبر ۳۵ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۸)

بجز اس طریق کے کہ خدا خود ہی تجلی کرے اور کوئی دوسرا طریق نہیں ہے جس سے اس کی ذات پر یقین کامل حاصل ہو لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ سے بھی یہی سمجھ میں آتا ہے کہ ابصار پر وہ آپ ہی روشنی ڈالے تو ڈالے۔ ابصار کی مجال نہیں ہے کہ خود اپنی قوت سے اسے شناخت کر لیں۔

(البدر جلد ۲ نمبر ۴۷ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۷۳)

۱۰۵ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ؕ وَمَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ۝

خدا نے میری رسالت پر روشن نشان تمہیں دئے ہیں۔ سو جو اُن کو شناخت کرے اُس نے اپنے ہی نفس کو فائدہ پہنچایا اور جو اندھا ہو جائے اُس کا وبال بھی اُسی پر ہے۔ مَیں تو تم پر نگہبان نہیں۔

(ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات صفحہ ۱)

۱۰۹ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَیَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝

خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں اس قدر ہمیں طریق ادب اور اخلاق کا سبق سکھلایا ہے کہ وہ فرماتا ہے۔ کہ لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ (سورۃ الانعام الجزو ۷) یعنی تم مشرکوں کے بتوں کو بھی گالی مت دو۔ کہ وہ پھر تمہارے خدا کو گالیاں دیں گے کیونکہ وہ اس خدا کو جانتے نہیں۔ اب دیکھو کہ باوجودیکہ خدا کی تعلیم کی رُو سے بُت کچھ چیز نہیں ہیں۔ مگر پھر بھی خدا مسلمانوں کو یہ اخلاق سکھلاتا ہے کہ بتوں کی بدگوئی سے بھی اپنی زبان بند رکھو اور صرف نرمی سے سمجھاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ مشتعل ہو کر خدا کو گالیاں نکالیں اور ان گالیوں کے تم باعث ٹھہر جاؤ۔ (پیغام صلح صـــ ۳۲)

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَئِنْ جَآءَتْھُمْ اٰیَۃٌ لَّیُؤْمِنُنَّ بِھَا قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ وَمَا یُشْعِرُکُمْ اَنَّھَآ اِذَا جَآءَتْ لَا یُؤْمِنُوْنَ○

یہ لوگ سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر کوئی نشان دیکھیں تو ضرور ایمان لے آئیں گے ان کو کہہ دے کہ نشان تو خدا تعالیٰ کے پاس ہیں اور تمہیں خبر نہیں کہ جب نشان بھی دیکھیں گے تو کبھی ایمان نہیں لائینگے

(آئینہ کمالات اسلام صـــ ۳۳۳)

قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ یعنی ان کو کہہ دو کہ نشان اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں جس نشان کو چاہتا ہے اُسی نشان کو ظاہر کرتا ہے۔ بندہ کا اس پر زور نہیں ہے کہ جبر کے ساتھ اُس سے ایک نشان لیوے۔

(جنگ مقدس صـــ ۶۱ پرچہ ۲۶ر مئی ۱۸۹۳ء)

اقتراح کے نشانوں کو اللہ تعالےٰ نے منع کیا ہے نبی کبھی جرأت کر کے یہ نہیں کہے گا کہ تم جو نشان مجھ سے مانگو میں وہی دکھانے کو طیار ہوں اس کے منہ سے جب نکلے گا یہی نکلے گا اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ اور یہی اس کی صداقت کا نشان ہوتا ہے۔ کم نصیب مخالف اس قسم کی آیتوں سے یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ معجزات سے انکار کیا گیا ہے۔ مگر وہ آنکھوں کے اندھے ہیں۔ اُن کو معجزات کی حقیقت ہی معلوم نہیں ہوتی اس لیے وہ ایسے اعتراض کرتے ہیں اور نہ ذات باری کی عزت اور جبروت کا ادب اُن کے دل پر ہوتا ہے ہمارا خدا تعالیٰ پر کیا حق ہے کہ ہم جو کہیں وہ وہی کر دے۔ یہ سوءِ ادب ہے اور ایسا خدا خدا ہی نہیں ہو سکتا ..... پس اقتراحی نشانات سے اس لیے منع کیا جاتا ہے اور رد کیا جاتا ہے کہ اس میں پہلی رگ سوءِ ادبی کی پیدا ہو جاتی ہے جو ایمان کی جڑ کاٹ ڈالتی ہے۔

(الحکم جلد ۷ نـــ ۱۲ مورخہ ۳۱ر مارچ ۱۹۰۳ء صـــ ۳)